

علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ رکھا ہے اور ان کی بھی وہی حیثیت رکھی ہے جو اللہ کی اپنی حیثیت ہے۔ جیسے سورۃ الحجرات کے آغاز میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدَّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ
اسی طرح سورۃ احزاب کے آخر میں فرمایا:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا
سورۃ آل عمران (آیت ۳۲) میں فرمایا:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ
نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے بطور آمر و ناہی مطاع مطلق کی حیثیت سے بیان فرمایا:
مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو دیں، وہ لے لو اور جس سے روک دیں، روک جاؤ۔“ (الحشر، ۷)
سورۃ النور کے آخر میں فرمایا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
’جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اس بات سے شریں کہ ان پر کوئی آزمائش آجائے یا ان کو
کوئی دردناک عذاب آئیے۔“ (النور، ۶۳)

اسی طرح قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرائض منصوصاً بیان فرمائے ہیں، ان میں تلاوت آیات کے ساتھ ساتھ تعلیم کتاب و حکمت کا بھی ذکر ہے۔ (الجمعة: ۲۔ البقرة، ۱۵۱) ظاہر بات ہے کہ یہ تعلیم کتاب و حکمت، تلاوت آیات سے یکسر مختلف چیز ہے۔ اگر آپ کا مقصد بعثت تلاوت آیات ہی ہوتا، اس کی تعلیم و تشریح آپ کی ذمہ داری نہ ہوتی تو قرآن تعلیم کتاب و حکمت کے الگ عنوان سے اس کا ذکر کبھی نہ کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم کتاب و حکمت بھی آپ کا منصب ہے اور اس سے مراد آپ کی وہی تشریح و تبیین ہے جس کی وضاحت گزشتہ صفحات میں کی گئی ہے۔

بہر حال قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت نعوذ باللہ صرف ایک قاصد اور ”چھٹی رساں“ کی نہیں ہے، بلکہ آپ کی حیثیت ایک مطاع و متبوع، قرآن کے معلم و مبین اور حاکم و حکم کی ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرائض صحیح سند سے ثابت ہیں، وہ دین میں حجت اور اسی طرح واجب الاطاعت ہیں جس طرح قرآنی احکام پر عمل کرنا اہل ایمان کے لیے ضروری اور فرض و واجب ہے۔ (جاری)